تلخیص

مقالہ نگار: رئیس فاطمہ (Rais Fatma)
نگراں: ڈاکٹر خالد جاوید (Dr. Khalid Jawed)
موضوع: تحریک آزادی میں دہلی کے اردو اخبارات کا کردار ۱۸۵۷ سے ۱۹۴۷ تک
Tehreek Aazadi Mein Delhi Ke Urdu Akhbarat Ka Kirdar 1857 Se 1947 Tak
شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

ہندوستان کی جنگ آزادی کے طویل سفر میں اردو اخبارات کی قربانیاں بے پناہ ہیں۔ مطبوعہ صحافت سے تقریباً ۵۰ سال قبل قلمی اخبارات ہندوستان کے شاہ کو انگریزوں کے مکروہ عزائم سے آگاہ کرنے کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ ہندوستانی امارت نے ان کے ذریعے فراہم کردہ معلومات پر سنجیدگی سے کوئی فیصلہ لیا ہوتا تو آج ہندوستان کی تاریخ شاید کچھ اور ہوتی۔

ہندوستان کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے میں دہلی کے اخبارات کے کردار پر محیط یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں جدوجہد آزادی اور برصغیر کا سیاسی و سماجی پس منظر پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ آزادی کی شروعات کا کوئی خاص وقت متعین نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۸۵۷ تک شاید ہی کوئی سال ایسا گذرا ہو جب ملک کے کسی نہ کسی گوشے میں مسلح بغاوت نہ ہوئی ہو۔ چھوٹی چھوٹی بغاوتیں ہوئیں اور جہاد کے نام پر انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بھی بلند کیا گیا۔ ۱۸۵۷ کی یہ جنگ آزادی ناکام ضرور ہوگئی لیکن اس سے ہندوستانیوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ انگریز ناقابل شکست نہیں ہیں۔ اگر ان سے برابری کی سطح پر جنگ کی جائے تو ان پر فتح پائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ہندوستانی عوام نے مختلف جہتوں سے کاروان آزادی کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ انگریزوں کو ہندوستان جنت نشان چھوڑ کر بھاگنے پر بھی مجبور کیا۔

دوسرے باب میں اردو صحافت کے مجموعی مزاج (جدوجہد آزادی کی حمایت اور مخالفت کے نقطۂ نظر سے) پر بحث کی گئی ہے۔ اردو صحافت کے مجموعی مزاج کے تعلق سے اگر بات کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس زبان کی صحافت کا لب ولہجہ اور انداز ابتدا سے ہی حکومت کے لیے باغیانہ تیور لیے ہوئے تھا۔ سطور اور بین السطور میں حکومت کی مخالفت کبھی بے باکی اور کبھی ڈھکے چھپے انداز میں کی جاتی تھی۔ انگریزی دور میں حکمراں طبقے نے ہندوستان کے صحافیوں کو اپنے دست نگر رکھنے کی کوشش بھی کیں۔ سخت پریس ایکٹ نافذ کیے لیکن حریت پسند اخبارات اپنی پالیسیوں پر برقرار رہے۔ حکومت کی سرپرستی اختیار نہیں کی لیکن چند اخبارات ایسے بھی تھے جو حکومت برطانیہ اور اس کے انتظام کی بے پناہ تعریفیں کرتے تھے۔ حکومت کو خوش کرنے کے لیے گورنروں اور چیف کمشنروں کے نام پر اخبارات نکالے گئے۔ دہلی سے نکلنے والے اخبارات کے ضمن میں ایک اہم نام ''لٹن گزٹ'' ہے۔ اس کے علاوہ دہلی کے ''اشرف الاخبار'' اور ''ناصر الاخبار'' کے بارے میں کچھ حد تک یہ بات کہی جا سکتی ہے۔

تیسرا باب تحریک آزادی میں دہلی کے اردو اخبارات کا کردار (۱۸۵۷ تا ۱۹۴۷) مقالے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں دہلی کے دہلی اردو اخبار، سراج الاخبار، پیام آزادی، صادق الاخبار وغیرہ اخباروں نے ہمت اور حوصلے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جنگ آزادی کی کامیابی کے لیے قلمی تعاون پیش کیا۔ ۱۸۵۷ کے بعد اکمل الاخبار، خیر خواہ عالم، نصرت الاخبار، اخبار الاخیار وغیرہ نے برطانوی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف لکھنا شروع کیا۔ طنزیہ و مزاحیہ پیرایۂ بیان میں حکومت کی ناانصافیوں پر فقرے کسنے والے اخباروں میں دہلی پنچ، ظریف ہند اور چلتا پرزہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عیسائی مشنریوں کی خطرناک حرکتوں سے عوام کو آگاہ کرنے میں دہلی گزٹ، دار العلوم اور آفتاب اخبار پیش پیش رہے۔ محمد علی جوہر نے

روزانہ ہمدرد کی اشاعت کے ذریعے دہلی کی اردو صحافت کے وقار میں بے پناہ اضافہ کیا۔ ہمدرد کے علاوہ انقلاب، رعیت، حریت، تیج اور ریاست اخبارات نے حکمرانوں کے جبر و ستم فاش کرنے کی وجہ سے عوام میں بڑی مقبولیت حاصل کی۔ جماعت اہل حدیث نے اہل حدیث گزٹ اور اخبار محمدی کے ذریعے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند رکھا۔ جمیعۃ علمائے ہند کے ترجمان الجمیعۃ نے بھی ملت کی سیاسی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ اس کے علاوہ اتحاد، تیغ، قومی حکومت، چنگاری، انجام، خلافت، آزاد ہند، پیام، ہمارا سوراجیہ، قوم، قومی گزٹ، وطن، انصاری، وحدت اور ملت اخبارات نے برطانیہ سے قطع تعلق کی دعوت عمل اپنے انداز سے دی۔ مطبوعہ صحافت پر پابندیاں عائد ہونے کی صورت میں سائیکلو اسٹائل نیوز بلیٹن تقسیم کر کے حصول آزادی کے کارواں کو جاری رکھا گیا۔ یہاں تک کہ جیل میں قلمی اخبار لکھے گئے۔

مقالے کے چوتھے اور آخری باب کا عنوان کانگریس اور دیگر سیاسی جماعتوں کے تئیں اردو اخبارات کا رویہ ہے۔ دہلی سے نکلنے والے اخبارات میں کانگریس کی حمایت میں روزنامہ ہمدرد، آفتاب، ریاست اور تیج کے نام قابل ذکر ہیں۔ مسلم لیگ کے سیاسی نقطۂ نظر کی عکاسی اندمان، چنگاری او ہفت روزہ ہمدرد کے ذریعے ہو رہی تھی۔ آل انڈیا خلافت کانفرنس، سوراج پارٹی اور کمیونسٹوں کی پوزیشن پر بھی یہ اخبارات کڑی نظر رکھتے تھے۔ ملک کی تقسیم کی مخالفت حریت، منادی اور انصاری ویکلی نے استدلالی انداز میں کی۔ لیکن آزادی کے ساتھ ساتھ ملک کی تقسیم بھی عمل میں آئی اور انصاری ویکلی کا یہ جواب ادھورا ہی رہا کہ ''اگر ہم وسائل و ذرائع کو ایک مرکز پر جمع کر سکیں تو بلا شبہ ہم اسی خاک سے ایک نئی دنیا پیدا کر سکتے ہیں جو ہماری آرزوؤں کی انتہا و مقصد آخر ہو گی۔''